تصریحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

ذٰلک لمن خشی ربہ

!

ترجمان الحدیث دسمبر ۸۳ء کا اداریہ پڑھ کر ایک غیر معروف شیعہ ہفت روزہ کو ہم پر یہ غصہ آیا ہے کہ ہم صحابہ کرام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں لکھتے ہیں؟

مضمون نگار سید بشیر حسین صاحب بخاری صدر مرکز تحقیقات اسلامیہ سرگودھا ہیں۔ جنھوں نے "ترجمان الحدیث اور نظریۂ اصحاب" کے عنوان کے تحت ہم سے خطاب فرمایا ہے ——— وہ فرماتے ہیں:

"اکرام اللہ ساجد صاحب کا یہ فرمانا کہ" اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کرامؓ کو اپنی رضامندی سے نوازا تھا، درآنحالیکہ علام الغیوب ان کے دلوں کی اندرونی کیفیات سے واقف بھی تھا، پھر ان کے ارتداد کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے؟" (ترجمان الحدیث ص ۵ بابت دسمبر ۸۳ء) "اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے، وہ ذات

واحدہٗ لاشریک درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کی اندرونی کیفیات سے خوب واقف تھی، اس لیے لقد رضی اللہ عن المؤمنین کہا گیا تاکہ منافقین اس خطاب سے الگ رہیں۔ مگر اس کا کیا علاج ہو کہ محترم و مکرم جناب ساجد صاحب رکن ادارت ترجمان الحدیث کو منافق اور مومن میں تمیز نہیں۔ وُہ ہر بیعت کرنے والے کو منشاء خداوند تعالیٰ کے خلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں بلکہ ان کے علاوہ یعنی فتح مکہ کے بعد والوں کو بھی سینہ زوری سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا شعار بنا لیا گیا ہے۔ اگر کوئی سمجھانے کی جرأت کرے تو اسے "دشمن صحابہ" کہنے کی اصطلاع بنا رکھی ہے!" ——— (انتہیٰ)

تبصرہ:

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ رب العزت نے بیان فرمایا ہے:

"قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر!"

قبل اس کے کہ ہم مرکزِ تحقیقات اسلامیہ کے صدر صاحب کی اس اچھوتی تحقیق پر اظہارِ خیال کریں، انہیں یہ بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "واحدہٗ لاشریک" اصل میں "وحدہٗ لاشریک" ہے۔ اور لفظ "اصطلاح" "ح" سے لکھا جاتا ہے۔ "ع" سے "اصطلاع" نہیں لکھا جاتا ——— یہ تصحیح اس لیے کر دی ہے کہ آئندہ جب کبھی آپ تحقیق کے میدان میں اتر کر کسی پر اپنی علمیت کا رعب گانٹھنا چاہیں تو ایسی ٹھوکروں سے خبردار رہیں جو آپ کی سبکی کا باعث بن جائیں ——— یُوں معلوم ہوتا ہے، آپ ابھی اس میدان میں نو وارد ہیں اور کسی تگڑی سفارش کے ذریعے صدارت کی گدی پر سوار ہو گئے ہیں!

آپ نے یہ شکوہ فرمایا ہے کہ "ہمیں منافق اور مومن میں تمیز نہیں، اور ہم ہر بیعت کرنے والے کو منشاء خداوند تعالیٰ کے خلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں"، ——— آئیے ہم آپ کو منشاء خداوندی بتائیں اور منافق اور مومن کی تمیز بھی! ——— ارشادِ ربانی ہے:

"محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء

بلینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ سیماھم فی وجوھہم من اثر السجود۔ ذلک مثلہم فی التوراۃ۔ ومثلہم فی الانجیل۔ کزرع اخرج شطئہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار ـــــ الآیۃ" (الفتح ۲۹)

کہ "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے صحبت یافتہ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں، (اے مخاطب) تو انہیں کبھی رکوع اور کبھی سجدے کی حالت میں دیکھے گا، ان کی علامت کثرتِ سجود کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہے۔ اصحابِؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ اوصاف تورات نیز انجیل میں مذکور ہیں ـــــ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اس کو اس کھیتی نے قوی کیا، پھر وہ اور بڑھ کر موٹی ہوئی اور آخر کار وہ اپنی نال پر اس طرح سیدھی کھڑی ہو گئی کہ (اس لہلہاتی فصل کو دیکھ کر) کاشتکار تو خوش ہوتے ہیں، لیکن کفار انہیں دیکھ غم وغصّہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں!"

پس جناب سیّد صاحب مطمئن رہیں کہ ہم "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" انہی جلیل القدر ہستیوں کو کہتے ہیں جن کا ذکر قرآنِ مجید کے علاوہ توراۃ اور انجیل میں بھی ہے اور اسے ہم جزوِ ایمان خیال کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ!"

کہ "اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہو گئے یہ کہلوانے (اور کہنے کی بھی) سعادت اسے حاصل ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے!"

ـــــ ہم ان کو "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نہیں کہتے جو ان پاک دل لوگوں کے نام کے ساتھ اس خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ کر غم وغصہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بلکہ ایک مدّت سے وہ آسمانِ رفعت کے ان ستاروں کی طرف

منہ اٹھا کر تھوکنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، مگر ہر بار کا تھوکنا، تھوکنے والوں ہی کے چہروں پر گر کر ان کی گندگی میں اضافہ کرتا اور ان کے تن بدن کی سیاہی میں مسلسل اضافہ کا باعث بنتا چلا جاتا ہے ـــــ اور جن کی نشاندہی خود قرآن کریم نے مندرجہ بالا آیت میں فرما دی ہے ـــــ عاقل را اشارہ کافی است!

امید ہے اب آپ کو ہم سے یہ شکایت نہیں ہو گی کہ جناب ساجد صاحب کو منافق اور مومن کی تمیز نہیں!"

رہا آپ کا یہ فرمان کہ "رضی اللہ عن المؤمنین اس لیے کہا گیا کہ منافقین اس خطاب سے الگ رہیں" ـــــ تو یہ استثناء قرآن مجید نے ذکر نہیں فرمایا۔ یہ ٹانکا آپ نے اپنی طرف سے لگایا ہے۔ اور آپ کو شاید معلوم نہیں کہ ہم دین میں ٹانکے لگانے کے قائل نہیں اور نہ اس کی اجازت دیتے ہیں، بلکہ آخری دم تک ان شاء اللہ ان لوگوں کا تعاقب جاری رکھیں گے جو ایسی مذموم حرکتیں کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے جو الفاظ ذکر فرمائے ہیں ان پر غور فرمائیے:

"لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ!"
کہ "بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے (اے نبیؐ) آپؐ کی بیعت کر رہے تھے!"

یہ الفاظ واضح طور پر بتلا رہے ہیں کہ درخت کے نیچے جن لوگوں نے آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی، سبھی مومن تھے اور انہی مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا شرف بھی حاصل ہوا ـــــ پھر آپ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین" میں سے منافقین کی چھانٹی کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ ـــــ جو اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی، نہ ہی اس کا ذکر فرمایا! ـــــ آپ کا مزعومہ مقصد تو تب پورا ہوتا اگر آیت یوں ہوتی:

"لقد رضی اللہ عن المومنین الا المنافقین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ!"

مگر قرآن مجید میں ایسی آیت کہیں موجود نہیں ـــــ ہاں یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ ہماری پہلی مذکورہ آیت (۲۹) بھی اسی سورۂ فتح کی ہے اور زیرِ بحث آیت (۱۸) بھی اسی سورہ کی ـــــ اس زیرِ بحث آیت میں صرف مومنین کا ذکر ہے اور

پہلی آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا ذکرِ خیر کرنے کے بعد، آخر میں جن لوگوں پر لفظِ کفّار بولا گیا ہے، ان سے تو آپ واقف ہو ہی چکے ہیں کہ وُہ کون لوگ ہیں!

—— اس کے باوجود اگر سیّد صاحب کو اصرار ہے کہ بیعت کرنے والوں میں کچھ منافقین بھی شامل تھے (نقلِ کفر، کفر نباشد) تو یہ بات خود سیّد صاحب کے لیے بھی نیک فال ثابت نہ ہوگی —— کیونکہ اس صورت میں ظاہر ہے، یہ منافقین وہی ہو سکتے ہیں جن کو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خدا واسطے کا بَیر تھا اور آج بھی ہے —— جو دل سے نہیں چاہتے تھے کہ خونِ عثمانؓ کا بدلہ لیا جائے (کہ اس بیعت کا محرک آپؓ کی شہادت کی افواہ ہی تھی) لیکن بظاہر وُہ بیعت کرنے پر مجبور رہتے —— آہ!

۵

الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

شاہ جی، اب لگائیے نعرۂ "یاعلی مدد" کا —— وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین —— بشمول ان کے، جن کی آپ نے اپنے مضمون کے شروع میں یہ لکھ کر حمایت حاصل کرنے کی سستی کوشش فرمائی ہے کہ:

"مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت میں جو کچھ فرمایا، بجا فرمایا!"

—— لیکن یہ بات پھر بھی ایک معمّہ ہی رہے گی کہ ان سے آپ کو کیا نسبت ہے؟ —— اس لیے کہ جن ہستیوں کے سفید اور پاکیزہ دامنوں پر آپ دن رات کیچڑ اچھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، شاہ احمد نورانی صاحب ان کی عظمتوں کے دن مناتے نہیں تھکتے اور ہمہ وقت وُہ ان کی عقیدت کا دم بھرتے ہیں —— کہیں یہ وہی بات تو نہیں جس کی حقیقت اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"فی قلوبہم مرض فزادھم اللہ مرضا ولہم عذاب الیم بما کانوا یکذبون!"

جناب سید صاحب ناراض نہ ہوں کہ " یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی ہے!" ــــ جو لوگ " لقد رضی اللہ عن المؤمنین " میں سے منافقین کی تلاش میں ہیں، ہماری نظر میں وُہ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں!

علاوہ ازیں آپ نے تحریر فرمایا ہے:

" ہم زیادہ تفصیلات میں جانا نہیں چاہتے ورنہ ہم بتاتے کہ ٭ بیعتِ رضوان کن شرائط کے تحت ہوئی تھی؟ ٭ بیعت کے بعد ان شرائط سے راہِ فرار کن نے اختیار کی؟ ٭ صلح نامہ تحریر ہوتے وقت کن کے قلوب میں نبوت پر ہی شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے!"

ــــ شاہ صاحب، دیانت و صداقت کو آپ سے یہ شکوہ ہے، کہ آپ نے اس کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا؟ ــــ آپ نے یہ سب کچھ تو لکھا، لیکن بیعتِ رضوان کے محرّک کو کیوں گول فرما دیا ہے؟ ــــ چنانچہ ہم نے اس کا ذکر اُوپر کر دیا ہے اور لگے ہاتھوں آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ اس موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ایک دستِ مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے ہی دوسرے دستِ مبارک پر رکھا تھا، تاکہ حضرت عثمانؓ اس " رضی اللہ تعالیٰ عنہ " کے شرف سے محروم نہ رہیں ــــ کڑوا کڑوا تھو اور میٹھا میٹھا ہپ ــــ تاہم یہ میٹھا بھی آپ کے لیے میٹھا نہیں ہے ــــ اگر آپ کھل کر بات کرتے تو ہم بھی تفصیلاً عرض کرتے۔ بالخصوص " نبوت پر شکوک و شبہات " کے سلسلہ میں آپ نے جس ہستی کی طرف اشارہ فرمایا ہے، ہم آپ کو بتاتے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس ہستی کا رشتہ کیا ہے؟ ــــ اگر کوئی شک و شبہ راہ میں حائل ہو تو اُسے دُور کرنے کے لیے اپنی شیعہ کتب کے حوالے ہی دیکھ ڈالیں جن کو آپ کی سہولت کی خاطر مدیر ترجمان جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر نے اپنی کتاب " الشیعہ و اہل البیت " میں یکجا کر دیا ہے ــــ اور ہاں اگر آپ کو سوال و جواب کا زیادہ شوق ہو تو مدیر ترجمان کی یہ کتابیں:

۱۔ " الشیعہ والسنۃ " (عربی)

۲۔ "الشیعہ واہل البیت" (عربی)

۳۔ "الشیعۃ والقرآن" (عربی)

ابھی تک اس جواب کے انتظار میں ہیں ——— پہلے یہ قرضہ بیباق کریں، اس کے بعد ہم بھی نیاز حاصل کرنے کی اجازت چاہیں گے!

آخر میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ مولانا مفتی محمد صدیق صاحب رئیس جامعہ علمیہ سرگودھا نے اکرام اللہ ساجد کو کم علم اور علم سے کورا وغیرہ فرمایا ہے، لہٰذا آپ ہمارے علمی حدود اربعہ سے واقف ہو گئے ہیں (ملخصاً)۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ نے ایک اہلحدیث شخصیت کی بات کو درخورِ اعتناء جانا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو توفیقِ مزید عطاء فرمائے کہ آئندہ بھی متنازعہ مسائل کے حل کے لیے اہلحدیث علماء کی طرف رجوع فرماتے رہیں ——— چنانچہ بہتر ہوگا، پہلے آپ اپنے علم و عقائد سے متعلق حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب کی رائے دریافت کریں، اگر وہ انکار فرمائیں تو ہم ان کی خدمت میں آپ کے لیے سفارشی چٹھی لکھ کر دے سکتے ہیں ——— اس کے بعد ہمیں امید ہے کہ اگر حضرت مولانا مدظلہ العالی سے مستفید ہونے کا یہ سلسلہ آپ نے جاری رکھا تو:

۱۔ آپ کو اکرام اللہ ساجد صاحب کو وہ سبق سکھانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، جس کی آخر میں آپ نے انہیں دھمکی دی ہے، بلکہ جو آج آپ نے انہیں سکھایا ہے!

۲۔ آپ آئندہ صحابہ کرامؓ کے نامِ نامی کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" لکھنے کا خصوصی اہتمام فرمائیں گے اور اس کو قابلِ فخر خیال کریں گے!

۳۔ اور پھر ان شاء اللہ آپ ہمارے، اور ہم آپ کے سینہ سے لگنے کے لیے بےتاب ہو جائیں گے!

واللہ الموفق ——— والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ!

(اکرام اللہ ساجد)